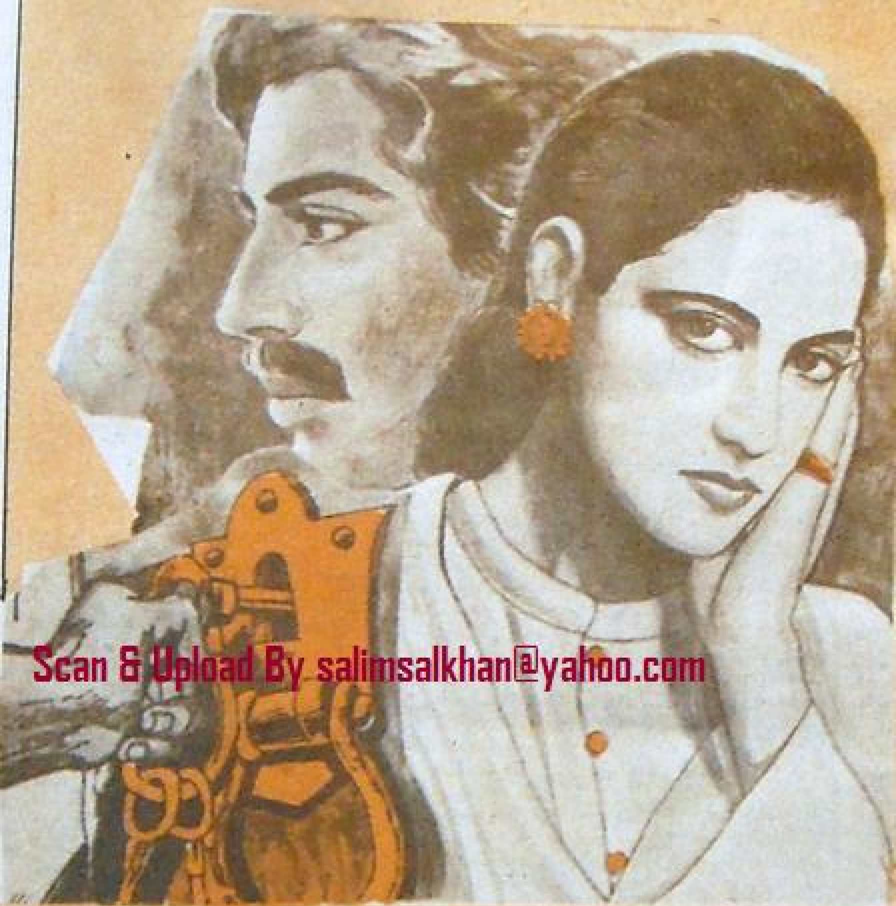
انتخاب

جرم و سزا کی سچی کہانی

ایم اے راحت



پُرانی طرز کا طویل و عریض، بلند و بالا بنگلہ پہلی نظر میں ایک پُرشکوہ قلعہ دکھائی دیتا تھا۔ گرم و سرد موسموں نے عالیشان عمارت کے در و دیوار کو زیادہ متاثر نہیں کیا تھا۔ بنگلے کی اندرونی آرائش و زیبائش بھی قابل دید تھی۔ بنگلے کے درجنوں کمروں میں بیش قیمت، نادر و نایاب اشیاء کا اتنا وسیع ذخیرہ موجود تھا کہ عمارت رہائش کم، عجائب گھر زیادہ لگتی تھی۔

آج رات اس محل نما بنگلے میں ایک ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مہمانوں کی گاڑیاں، ملبوسات اور دیگر لوازم بتا رہے تھے کہ معاشی مرتبے کے اعتبار سے وہ بنگلے کے مکینوں سے کسی طرح کم تر نہیں ہیں۔ یہ درجن بھر مہمان بنگلے کے مرکزی ہال میں خوش گپیوں



میں مصروف تھے۔ بنگلے کے باورچی خدمت گار نہایت مستعدی سے ان کی فرمائشوں کی تکمیل کر رہے تھے۔ چاندی والا گھرانے کی مہمان نوازی شہر کی اعلیٰ سوسائٹی میں ضرب المثل کی حیثیت رکھتی تھی اور چاندی والا ہاؤس میں منعقدہ کسی تقریب میں شرکت اعزاز کی بات بھی جاتی تھی۔ ان تقریبات کے لئے کوئی خاص موقع یا جواز ہونا ضروری نہیں تھا۔ موجودہ تقریب بھی ایک ایسی ہی "بلا جواز" تقریب تھی۔

ارشاد چاندی والا اسکول کے زمانے میں عدیل کا کلاس فیلو ہوا کرتا تھا لیکن پھر اے لیول کے بعد ارشاد کو اس کے باپ اکبر چاندی والا نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے بیرون ملک روانہ کر دیا۔ برس ہا برس کے بعد عدیل اور ارشاد کا آمنا سامنا ہوا اور ان دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان بھی لیا۔ وہ دونوں خاصی گرم جوشی سے ایک دوسرے سے ملے۔ ارشاد نے ابتدائی رسمی گفتگو کے بعد بتایا کہ اس کا باپ اکبر چاندی والا فوت ہو چکا ہے اور اب وسیع کاروبار اور جائیداد کی نگرانی اس کی ذمہ داری ہے۔

"اس کا مطلب ہے اب تم بہت بڑے سیٹھ بن چکے ہو۔ سیٹھ ارشاد چاندی والا تم سے تو اب سوچ سمجھ کر بات کرنا پڑے گی، نہ جانے کون سی بات بری لگ جائے۔" عدیل نے مرعوب ہونے کی اداکاری کی۔ "یار زیادہ ڈرامے بازی کی تو اچھا نہیں ہوگا، تو بھی تو تھانے دار بن گیا ہے، اصولاً تو ہمیں تم سے ڈرنا چاہئے، نہ جانے کس بات پر طیش کھا کر ہمیں اندر ڈال دو۔" ارشاد کی اس بات پر ان دونوں نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا۔

"اور ہاں، یار عدیل میں بھول نہ جاؤں، کل شام میرے گھر پر ایک تقریب ہے، تمہیں ہر قیمت پر اس میں شریک ہونا ہے۔"

"میں کوشش کروں گا لیکن وعدہ نہیں کر سکتا، تم ہم پولیس والوں کی زندگی سے واقف ہو، نہ جانے کب کون سی مصیبت سر پر پڑ جائے، ہمارا تو نہ دن اپنا ہے اور نہ رات۔" عدیل نے اپنی مجبوری بتائی۔

"مجھے پتا تھا تم یہی کہو گے، اچھا تم اپنی طرف سے کوشش تو کرنا، جلد نہ آسکو تو دیر سے آجانا۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

عدیل انکار نہ کر سکا۔ اسے محض اتفاق ہی کہنا چاہئے کہ انسپکٹر سرفراز احمد نے شام کو اسے ایک کام سونپا جو توقع سے پہلے مکمل ہو گیا اور عدیل وقت پر تقریب میں پہنچ گیا۔ ارشاد چاندی والا نے اسے دیکھ کر نہایت خوشی کا اظہار کیا۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ایک خوش شکل و خوش لباس لڑکی ان کے پاس آن کھڑی ہوئی۔

"اوہ، راحیلہ تم! اب میں تمہاری یادداشت اور ذہانت کا امتحان لوں گا، ذرا بتاؤ تو سہی کہ ہمارے یہ مہمان کون ہیں؟"

دراز قامت راحیلہ کی فراخ پیشانی پر محض چند لمحوں کے لئے سوچ کی لکیریں نظر آئیں، پھر اس نے ایک دلکش مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "عدیل احمد ہیں، آپ کے بچپن کے دوست اور کلاس فیلو۔ میں نے درست پہچانا ہے ناں؟"

"بھئی واہ، کمال کر دیا تم نے تو، اتنی جلدی تو میں نے بھی اسے نہیں پہچانا تھا، بہر حال تم عدیل اور دیگر مہمانوں کو انٹرٹین کرو مجھے اختر چچا کو لینے کے لئے



ریلوے اسٹیشن جانا ہے، تم تو جانتی ہو کہ انہیں ایروپلین کے سفر سے ڈر لگتا ہے اور اگر میں خود انہیں لینے ریلوے اسٹیشن نہ جاؤں تو وہ برا مان جاتے ہیں۔ تم فکر نہ کرو، میں جلد از جلد واپس لوٹنے کی کوشش کروں گا۔ انشاء اللہ ڈنر کے وقت میں یہاں موجود ہوں گا۔" اپنی بہن کے چہرے پر ناگواری کی جھلک پا کر اس نے کہا۔ "مجبوری ہے راحیلہ ورنہ میں بھی جانتا ہوں کہ مہمانوں کو چھوڑ کر جانا بدتہذیبی ہے، تم تنہا نہیں ہو، عدیل بھی تمہارے ساتھ ہے۔"

ارشاد کے رخصت ہونے کے بعد عدیل نے راحیلہ کا موڈ صحیح کرنے کے ارادے سے بات شروع کی۔ "مجھے بھی حیرت ہے کہ اتنے برسوں بعد آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ اگر ارشاد آپ کو راحیلہ کہہ کر مخاطب نہ کرتا تو شاید میں آپ کو پہچان نہ پاتا۔"

"لڑکیوں اور لڑکوں میں یہی تو سب سے بڑا فرق ہے عدیل صاحب، ہم لڑکیاں بہت کم عمر میں زندگی کے ہر منظر، ہر کردار کو آنکھیں کھول کر ذہن میں بٹھانے لگتی ہیں جبکہ لڑکوں کی اکثریت اپنی دھن میں مگن ہوتی ہے۔ ویسے بھی گزشتہ دس بارہ برسوں کے دوران آپ میں کوئی غیر معمولی یا انقلابی تبدیلیاں رونما نہیں ہوئی ہیں جبکہ میں ان دنوں کے مقابلے میں کافی سلم ہو چکی ہوں۔ آپ نے تو مجھے موٹی، بھدی اور کاہل راحیلہ کے طور پر ہی دیکھا تھا جسے یا تو کھانے سے دلچسپی تھی یا پھر اپنے بڑے بھائی اور اس کے دوستوں کی چغلیاں کرنے کا شوق تھا۔"

کچھ دیر کی بات چیت کے بعد عدیل اور راحیلہ میں خاصی بے تکلفی پیدا ہو گئی اور وہ مل کر میزبانی کی ذمے داری نبھاتے رہے۔ اسی اثناء میں چند مہمانوں نے راحیلہ سے فرمائش کی کہ انہیں بنگلے کی عمارت اور اس میں موجود نادر چیزیں تو اور دکھائی جائیں۔

"عدیل صاحب، مجھے کچن میں جا کر کھانے کی تیاری کا جائزہ لینا ہے، یہ کام تو آپ بھی کر سکتے ہیں، ہمارا گھر تو آپ کا دیکھا بھالا ہے ہی۔"

عدیل نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ چاندی والا

گھرانے کی تاریخ اور ان کی ملکیت میں موجود نوادر کے بارے میں معلومات کو ذہن میں تازہ کرتے ہوئے اس نے مہمانوں کو اپنے ساتھ چلنے کی درخواست کی۔ خوش قسمتی سے مہمانوں کو اس کی باتوں میں کم اور بنگلے کے مختلف کمروں میں سجی بیش قیمت تصاویر، ظروف، آرائشی اشیاء اور تاریخی نوادر میں زیادہ دلچسپی تھی۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے ضرور چل رہے تھے تاہم وہ زیادہ انحصار اپنی آنکھوں پر کر رہے تھے۔

"یہ گراؤنڈ فلور پر آخری کمرہ ہے جسے بلیئرڈ روم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔" عدیل نے ایک کمرے کے بند دروازے کے ساتھ رکتے ہوئے کہا۔ "کسی زمانے میں اس کمرے میں انگریز حاکم اور ان کے حواری بھی بلیئرڈ کھیلنے آتے تھے۔ اسی کمرے میں چاندی والا فیملی کا قدیم اسلحے کا ذخیرہ بھی......" عدیل نے یہ کہتے ہوئے کمرے کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ ایک نسوانی چیخ نے اس کی بات کاٹ دی۔ اگلے ہی لمحے کئی اور حیرت زدہ چیخیں بھی سنائی دی تھیں۔ عدیل خود بھی اپنی جگہ ساکت ہو چکا تھا۔ اس کا ہاتھ اب بھی دروازے کی ناب پر تھا، اس کی نظریں بلیئرڈ کی میز پر جمی ہوئی تھیں۔

بلیئرڈ ٹیبل پر ایک نوجوان اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال خون میں لتھڑے ہوئے تھے۔ اس کا رخسار خون کے چھوٹے سے تالاب میں ٹکا ہوا تھا اور بے نور آنکھیں دروازے کو گھور رہی تھیں۔ خون نے ٹیبل کے دبیز سبز کشن کو سیاہی مائل رنگ دے دیا تھا۔

عدیل نے اگلے ہی لمحے خود کو سنبھال لیا۔ اس نے مہمانوں سے کمرے سے باہر نکلنے کی درخواست کی اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ سبھی لوگ اسے سوالیہ نظروں سے گھور رہے تھے۔ "میرا خیال ہے ہم سب کو واپس ہال میں چلنا چاہئے۔ میں تھانے فون کر کے اس حادثے کی اطلاع دیتا ہوں۔" یہ سن کر تمام مہمان پریشان نظر آنے لگے۔

"آپ لوگ فکر نہ کریں۔ میں خود بھی پولیس آفیسر ہوں، آپ لوگوں کا زیادہ وقت برباد نہیں کیا جائے گا۔"

کچھ مہمانوں نے دبے لہجے میں اعتراض کیا لیکن عدیل نے کسی قسم کی لچک ظاہر نہیں کی۔ عدیل نے تھانے فون کر کے اس واقعے کی اطلاع دی اور پھر مہمانوں سے درخواست کی کہ وہ ہال کمرے تک محدود رہیں۔ یہ سن کر مہمانوں کے چہرے پر چھائی ناگواری مزید گہری ہو گئی۔ اسی اثناء میں راحیلہ بھی وہاں پہنچ گئی۔ عدیل اسے ہال کمرے سے باہر لے گیا اور حتی الامکان حد تک سادہ الفاظ میں صورت حال کا انکشاف کیا۔ "اف میرے خدا!" راحیلہ کئی لمحوں کے لیے سن ہو کر رہ گئی۔ پھر اس کی پیشانی پر فکر کی لکیریں ابھریں۔ "آپ کا کہنا ہے کہ آپ اسے نہیں جانتے کہ وہ کون ہے؟"

"ہاں، میں اسے پہچان نہیں سکا، میرا ابتدائی اندازہ یہ ہے کہ وہ مہمانوں میں سے کوئی ہے۔"

راحیلہ کے چہرے پر اطمینان اور تشویش کا عجیب و غریب امتزاج ابھرا۔ "پھر اسے اس کے اپنے گھر پر قتل کیوں نہیں کیا گیا، آخر ہمارا ہی گھر کیوں؟"

"ہمیں پولیس کی آمد تک مہمانوں کو ہال تک محدود رکھنا ہے، ان کی بے قراری لحہ بہ لحہ بڑھتی جا رہی ہے۔" عدیل نے راحیلہ کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے آپ ان کے لئے کھانے پینے کا بندوبست کریں۔"

"اوہ، مجھے آپ کی مشکل کا اندازہ ہے عدیل صاحب، کھانا بس تیار ہونے ہی والا ہے، اس اثناء میں مہمان چائے پئیں گے لیکن میں کچن کی طرف واپس جانے سے پہلے ایک نظر بلیئرڈ روم پر ڈالنا چاہوں گی۔"

"ٹھیک ہے لیکن کسی چیز کو چھونے کی کوشش نہ کرنا۔ کمرے کے اندر جانے کی بھی ضرورت نہیں ہے، دروازے سے ہی جھانک کر دیکھ لو۔"

"ٹھیک ہے، میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گی۔ میں تو صرف یہ یقین کرنا چاہتی ہوں کہ مرنے والا کوئی ہمارا قریبی عزیز تو نہیں ہے۔"

عدیل راحیلہ کو بلیئرڈ روم کی طرف جاتے دیکھتا رہا۔ راحیلہ نے دروازہ کھول کر ایک نظر ڈالی۔ اگلے ہی لمحے وہ واپس لوٹ آئی۔ اس کا چہرا سفید پڑا ہوا تھا اور آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلی نظر آ رہی تھیں۔

"کافی دہشت ناک منظر ہے ناں؟ میں نے تو آپ کو منع کیا تھا۔" عدیل نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

راحیلہ مزید کچھ کہنے کے بجائے ایک دبیز صوفے پر ڈھیر ہو گئی۔ اس کا سانس پھول رہا تھا۔ "وہ لیئق



ہے۔'' راحیلہ کا لہجہ ہر قسم کے تاثرات سے خالی تھا۔

''لئیق!'' عدیل نے راحیلہ کا بتایا ہوا نام دہرایا۔ ''کون لئیق؟''

''لئیق احمد شیروانی۔'' راحیلہ نے محتاط الفاظ میں بتایا۔ ''میرا منگیتر۔''

عدیل کو قطعاً معلوم نہیں تھا کہ راحیلہ کی منگنی ہوچکی ہے۔ وہ حیرانی سے اس کا منہ تکتا رہ گیا۔

☆......☆......☆

''مجھے افسوس ہے یار کہ تمہیں اس بکھیڑے میں خواہ مخواہ الجھنا پڑ گیا۔'' ارشاد چاندی والا معذرت بھرے لہجے میں عدیل سے مخاطب تھا۔ ''میں تو خوشگوار ماحول میں تمہارے ساتھ اسکول کے سنہرے دور کی باتیں دہرانا چاہتا تھا لیکن اس حادثے نے سارا مزہ کرکرا کردیا۔'' ارشاد چاندی والا کے چہرے پر تفکر کے سائے نمایاں تھے اور وہ اپنی عمر سے کہیں زیادہ بڑا نظر آرہا تھا۔

رات کافی بیت چکی تھی۔ پولیس تفتیش اور سوال و جواب کے طویل اور تھکا دینے والے سلسلے کے بعد نصف گھنٹے پہلے ہی بنگلے سے رخصت ہوئی تھی اور باقی گھر والے بھی اپنے اپنے کمروں میں جاچکے تھے۔ ارشاد کے شدید اصرار پر عدیل اس کے پاس ٹھہر گیا تھا۔

''ارے یار تمہیں معذرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، مجھے کوئی زحمت نہیں ہوئی۔ یہ سب تو میری زندگی کے معمولات کا حصہ ہے۔ مجھے تو بس یہ افسوس ہے کہ مقتول کسی گمنام اجنبی کے بجائے راحیلہ کا منگیتر ثابت ہوا۔''

یہ سن کر ارشاد غصے سے پھنکارا۔ ''لیکن مجھے اس کی موت کا کوئی افسوس نہیں ہے، اور جہاں تک میرا اندازہ ہے، گھر کے کسی اور فرد کو بھی اس کے اس انجام پر کوئی افسوس نہیں ہوا ہوگا، حتیٰ کہ خود راحیلہ کو بھی نہیں۔''

عدیل نے ارشاد کی اس بات پر زیادہ حیرانی کا اظہار نہیں کیا کیونکہ یہ بات اس نے بھی نوٹ کی تھی کہ گھر کے دیگر افراد کی مانند راحیلہ حیرانی کے شاک سے تو متاثر ہوئی ہے تاہم اس کی اس کیفیت کو رنج و غم کا اثر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

''شاید لئیق احمد کو اس گھر میں زیادہ پسند نہیں کیا جاتا تھا۔''

''تم اس کے بارے میں جذبات کو بے حد نرم الفاظ میں بیان کرکے دریافت کررہے ہو۔ میری ماں کو جب اس منگنی کے بارے میں پتا چلا تو انہیں ہارٹ اٹیک ہوتے ہوتے رہ گیا۔ انہوں نے راحیلہ کو اس شادی سے سختی سے منع کردیا لیکن اس کا نتیجہ الٹ نکلا، راحیلہ اپنے ارادے پر مزید ڈٹ گئی، تم تو جانتے ہی ہو کہ وہ بعض اوقات کس قدر سرکش ہوجاتی ہے۔''

''لیکن اس لئیق احمد میں آخر کون سی برائی تھی؟''

''اس بات کو الفاظ میں بیان کرنا ذرا مشکل ہے۔'' ارشاد نے کہا۔ ''بس یوں سمجھ لو کہ اس کا رویہ بہت ہی پراسرار و عجیب و غریب تھا، اس کی کوئی بھی بات واضح طور پر کسی کو معلوم نہیں تھی، رازداری اور سرد

مہری کی وجہ سے ہمیں ہر وقت یوں لگتا جیسے وہ کسی موقع کی تاک میں ہے۔''

''تو پھر راحیلہ اس مشکوک شخص سے کیوں شادی کرنا چاہتی تھی؟''

''کیونکہ اس کے پاس دولت تھی۔'' ارشاد نے سادہ لہجے میں کہا۔ ''اب تم سے کیا چھپانا، ہمارے خاندان کے مالی حالات کچھ زیادہ بہتر نہیں، راحیلہ اس سے شادی کرکے خاندان کو سہارا فراہم کرنا چاہتی تھی۔ میری ماں کو اصل اعتراض اسی بات پر تھا۔ اگر راحیلہ سچ مچ لئیق احمد سے محبت کرتی تو ماں اس کی تمام تر خامیوں کے باوجود اسے قبول کرلیتی، خواہ ہم سب اسے قبول کرنے سے انکار کردیتے۔ ہم سب اس وقت سے ڈر رہے تھے جب راحیلہ اور لئیق احمد کی شادی ہوگی اور لئیق احمد ہمارے گھر یعنی چاندی والا ہاؤس میں شفٹ ہوجائے گا۔''

''کیا وہ دونوں چاندی والا ہاؤس میں مقیم ہونے کا ارادہ رکھتے تھے؟'' عدیل نے شدید حیرانی کے عالم میں پوچھا۔ ''یعنی لئیق گھر داماد بننا چاہتا تھا؟''

''ہاں، راحیلہ کا خیال تھا کہ لئیق کی دولت کسی بنگلے وغیرہ کی خریداری میں صرف ہونے کے بجائے ہمارے زیادہ کام آسکتی ہے، لئیق نے تو یہ اشارہ بھی دے دیا تھا کہ شادی کے بعد وہ میرے استعمال میں رہنے والے ماسٹر بیڈروم کو اپنا ٹھکانا بنانا چاہے گا یعنی مجھے وہ کمرہ خالی کرنا پڑے گا، وہ اسی قسم کا بندہ تھا۔''

عدیل نے ارشاد کے آخری جملے کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا تمہارے خیال میں لئیق احمد نے کوئی وصیت وغیرہ چھوڑی ہوگی؟''

''وصیت؟'' ارشاد نے حیرانی سے کہا۔ ''وہ مجھے مستقبل کی زیادہ فکر کرنے والا شخص نہیں لگتا تھا، تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟''

''اوہ، کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔'' عدیل نے کہا۔ ''دیکھو یار ارشاد، مجھے یہ سب کچھ بہت عجیب و غریب لگ رہا ہے، بہتر ہے کہ میں خود کو اس معاملے سے



علیحدہ کرلوں، میں نہیں چاہتا کہ تمہارے خاندان کے راز کریدنے میں مجھے اپنے ہم پیشہ افراد کے ساتھ شریک ہونا پڑے۔''

''میں نہیں چاہتا کہ تم جاؤ لیکن میں تمہیں مزید زحمت نہیں دینا چاہتا، پہلے ہی تم نے میری وجہ سے بہت وقت برباد کیا ہے۔'' ارشاد نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

''یہ بات نہیں ہے میرے بھائی، ان نزاکتوں سے قطع نظر، میں کسی جیتے جاگتے انسان کی کھوپڑی توڑنے والے قاتل کا وجود برداشت نہیں کرسکتا، خصوصاً جب اس واردات کی وجہ سے تمہاری پوری فیملی شک کی زد میں ہو۔ اس موقع پر میں غیر جانبدار رہنا چاہوں گا۔''

''لیکن قاتل کا پتا تو چلنا ہی چاہیے۔ ہم آخر کب تک ایک دوسرے کو شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے زندگی گزاریں گے؟ اس بے اعتمادی کے ماحول سے تو کہیں بہتر ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک پھانسی کے تختے یا کال کوٹھری میں پہنچ جائے۔'' ارشاد نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''اگر تم واقعی یہ خیالات رکھتے ہو تو میں یہ کیس پوری طرح اپنے ہاتھ میں لے کر قاتل کو تلاش کرتا ہوں لیکن تمہیں فری ہینڈ دینا پڑے گا۔'' عدیل نے کہا۔

''مجھے کوئی اعتراض نہیں، میں بس یہ چاہتا ہوں کہ معاملہ جلد از جلد صاف ہوجائے۔''

☆......☆......☆

تھانے میں عدیل اور ناعمہ اس قتل کے سلسلے میں حاصل شدہ بیانات کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔ لئیق احمد کی لاش کی مختلف زاویوں سے کھینچی گئی تصاویر بھی ان کے سامنے موجود تھیں۔

"بظاہر یوں لگتا تھا کہ لئیق احمد بلیئرڈ ٹیبل پر جھک کر گیند کو اسٹک سے ضرب لگانے کی تیاری کر رہا تھا، عین اس وقت کسی نے پیچھے سے اس کی کھوپڑی پر رائفل کے بٹ کی ضرب لگائی۔ قاتل چونکہ کام ادھورا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا لہٰذا اس نے دوسری ضرب بھی لگائی اور مقتول کی کھوپڑی کا بایاں حصہ چکنا چور ہو گیا۔

پھر قاتل نے رائفل فرش پر پھینکی اور بلیئرڈ روم کے نزدیک واقع چھوٹے ہال کمرے کے عقبی دروازے سے فرار ہو گیا۔ یہ دروازہ کھلا ہوا تھا حالانکہ چاندی والا فیملی کے تمام افراد اس بات پر متفق ہیں کہ اس دروازے کو مقفل ہونا چاہیے تھا تاہم انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ اس دروازے کے کھلے یا بند ہونے پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ یہ واردات لاش دریافت ہونے سے ایک یا دو گھنٹے پہلے ہوئی تھی۔" عدیل نے کہا۔

"لئیق کو کھیل کے دوران ہلاک کیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے اسے اس کے حریف کھلاڑی نے قتل کیا ہو۔" ناعمہ نے خیال ظاہر کیا۔ عدیل نے نفی میں سر کو جنبش دی۔ "یہ ضروری نہیں کہ لئیق کسی کے ساتھ بلیئرڈ کھیل رہا ہو۔ چاندی والا فیملی کے ارکان کا کہنا ہے کہ لئیق اکثر تنہا بھی مختلف شاٹس لگانے کی مشق کرتا رہتا تھا کیونکہ چاندی والا فیملی میں کوئی بھی بلیئرڈ کا اچھا کھلاڑی نہیں تھا۔"

ناعمہ نے بیانات کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"چاندی والا ہاؤس ارشاد چاندی والا کے مرحوم باپ اکبر چاندی والا کی ملکیت تھا تاہم اس کا بھائی اختر چاندی والا بھی اپنی فیملی کے ساتھ اسی بنگلے میں رہائش پذیر ہے۔ اختر چاندی والا کی فیملی اس کی بیوی جہاں آرا اور دو بیٹوں اکرم اور اکرام پر مشتمل ہے۔ اکرم کی چند ماہ پہلے شادی ہوئی ہے اور وہ بھی اپنی بیوی ثروت کے ہمراہ اسی بنگلے میں مقیم ہے۔"

"ہاں، دلچسپ بات یہ ہے کہ چاندی والا ہاؤس کے تمام مکین متفقہ طور پر راحیلہ کے منگیتر یعنی مقتول لئیق احمد کو سخت ناپسند کرتے تھے، حتیٰ کہ خود راحیلہ بھی مقتول سے بیزار تھی۔ یہ تمام اپنی ناپسندیدگی چھپانے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔" عدیل نے ان لوگوں کی ناپسندیدگی کی تمام وجوہ بھی بتا دیں۔

"کیا یہ ناپسندیدگی اتنی شدید ہو سکتی ہے کہ نوبت قتل تک پہنچ جائے؟ کہیں یہ رقابت کا چکر تو نہیں ہے؟" ناعمہ نے پوچھا۔

"اس بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ راحیلہ کافی خوش شکل لڑکی ہے۔ اکرام اگر اس سے شادی کا خواہش مند رہا ہو تو یہ کوئی انوکھی بات نہ ہوگی۔ میں اسے مزید کھنگالنے کی کوشش کروں گا۔ اس نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ وہ اس روز شام سے رات گئے تک بنگلے کی انیکسی میں واقع دفتر میں کام کرتا رہا تھا تاہم وہ اپنے اس بیان کی تصدیق کے لئے کوئی گواہ پیش نہیں کر سکا۔ وہ ارشاد چاندی والا کے کاروبار اور جائیداد کے معاملات میں ہاتھ بٹاتا ہے۔"

قدرے توقف کے بعد عدیل نے دوبارہ سلسلۂ کلام جوڑا۔ "ایک اور بات پر چاندی والا فیملی کے بھی ارکان متفق ہیں اور وہ یہ کہ ان میں سے کسی کو بھی اس روز لئیق احمد کی چاندی والا ہاؤس آمد کی توقع نہیں تھی۔ نہ ہی بنگلے کے چوکیدار نے اسے دیکھا۔ وہ ایک نئی گاڑی میں آیا تھا جو تمام مہمانوں کے رخصت ہونے کے بعد بھی بنگلے کے پارکنگ میں موجود تھی۔ دو روز پہلے راحیلہ کی فون پر اس سے گفتگو ہوئی تھی جس میں لئیق احمد نے کوئی اشارہ نہیں دیا تھا کہ وہ چاندی والا ہاؤس آنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ شہر سے باہر جانے کا ارادہ رکھتا تھا اور اس نے راحیلہ کو توقع والے دن ایک ریسٹورنٹ میں ملاقات کے لئے بلایا تھا لیکن راحیلہ نے مہمانوں کی آمد کا بہانہ کر کے معذرت کر لی۔"

ناعمہ نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔ "ہم باری باری چاندی والا فیملی کے ارکان کے اس میں ملوث ہونے کے امکانات پر بات کرتے ہیں۔ ارشاد چاندی والا کی اس شام کیا مصروفیات رہیں؟"

"بظاہر تو وہ شک و شبے سے بالاتر نظر آ رہا ہے۔ شام کی چائے پر میں اس کے ساتھ تھا۔ پھر وہ مجھے ساتھ لے کر اس خستہ حال بنگلے پر پہنچا جسے وہ گرا کر وہاں کثیر المنزلہ دفتری عمارت تعمیر کرانا چاہتا ہے۔ واپسی پر وہ تقریب کی تیاریوں کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لاش دریافت ہونے سے نصف گھنٹہ پہلے وہ اپنے چچا کو لینے کے لئے ریلوے اسٹیشن چلا گیا۔"

"میری نظر میں اصل مشکوک فرد راحیلہ ہے۔" ناعمہ نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "اس نے گھر والوں کی مخالفت مول لے کر منگنی کی لیکن پھر اسے احساس ہوا کہ اس سے زندگی کی سب سے بڑی حماقت سرزد ہو چکی ہے۔ لئیق احمد مشکوک پس منظر اور کردار کا مالک تھا اور اس نے محض چاندی والا فیملی کی دولت کے لالچ میں راحیلہ کو پھنسایا تھا۔ اسی لئے منگنی کے صرف دو ماہ بعد ہی راحیلہ اس سے جان چھڑانے کے راستے ڈھونڈنے لگی اور پھر موقع ملتے ہی اپنی یہ خواہش پوری کر لی۔ مجھے شبہ ہے کہ لئیق احمد پیشہ ور بلیک میلر تھا اور اس نے راحیلہ کی کوئی کمزوری ڈھونڈ کر اسے قابو میں کر رکھا تھا۔"

"تمہاری باتوں میں وزن ہے لیکن ہمیں انہیں ثابت کرنے کے لئے کوئی ٹھوس ثبوت تلاش کرنا پڑے گا یا راحیلہ کی زبان کھلوانا پڑے گی۔" عدیل نے کہا۔ "راحیلہ کافی ضدی اور جذباتی ہے، جسمانی طور پر بھی کافی صحت مند ہے۔ ہو سکتا ہے یہ اسی کا کام ہو۔"

کچھ دیر بعد وہ چاندی والا ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ وہاں پہنچا تو چاندی والا فیملی کے سینئر ارکان میں زبردست جھڑپ جاری تھی۔ اختر چاندی والا اپنی بھابھی کو طعنے دے رہا تھا کہ اس کی غلط تربیت کی وجہ سے راحیلہ خودسر ہو گئی اور اس نے ایک راہ چلتے شخص سے منگنی کر لی۔ بیگم اکبر جواباً اسے اور اس کی فیملی کو نکما اور مفت خورہ قرار دے رہی تھی جو ساری زندگی سے اکبر چاندی والا مرحوم کے ٹکڑوں پر پلتے رہے اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ ارشاد دونوں بزرگوں میں بیچ بچاؤ کرانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ اس ناخوشگوار ماحول سے گھبرا کر عدیل بنگلے کے عقبی لان کی طرف چلا گیا جہاں اس کی نظر بنگلے کے بوڑھے مالی فضل دین پر پڑی جو ان دنوں بھی چاندی والا ہاؤس کا مالی تھا جب عدیل اور ارشاد کلاس فیلو ہوا کرتے تھے۔ فضل دین نے اپنی ضعیف العمری کے باوجود عدیل کو پہچان لیا۔ کچھ دیر کی گپ شپ کے بعد فضل دین نے بتایا کہ اب باغبانی کا کام اس کا بیٹا جمال دین سنبھالتا ہے۔ فضل دین صرف نگرانی کرتا ہے کہ کوئی لان سے پھول وغیرہ نہ توڑے۔

"جب بھی یہاں کوئی دعوت ہوتی ہے، میں رات گئے تک چوکیداری کرتا ہوں ورنہ لان میں ایک بھی پھول نہ باقی بچے۔"

"بابا آپ چند روز پہلے والی دعوت کی رات بھی نگرانی کر رہے تھے؟ آپ نے کسی کو پچھلے لان میں گھومتے پھرتے تو نہیں دیکھا؟"

"کئی جوڑے آئے تھے اس طرف لیکن مجھے دیکھ کر واپس لوٹ گئے۔" فضل دین کے لہجے میں فخر کی جھلک نمایاں تھی۔

"بابا، اس دوران گھر کا کوئی فرد تو اس طرف نہیں آیا؟"

"نہیں، بس اکرام بیٹا ایک بار نظر آیا تھا، باقی سب لوگوں کو تو دعوت سے ہی فرصت نہیں تھی۔" فضل دین نے بتایا۔

اکرام کا نام سن کر عدیل چونکا۔ اسے یاد تھا کہ اکرام نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ وہ سہ پہر سے رات تک کام میں مصروف رہا اور اس دوران وہ دفتر سے باہر نہیں نکلا۔ فضل دین سے اجازت لے کر عدیل سیدھا ارشاد چاندی والا کے دفتر میں پہنچا۔ اکرام نے خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کیا۔ "آپ نے اپنے بیان میں دعویٰ کیا ہے کہ آپ اس روز سہ پہر سے رات تک اس دفتر سے نہیں نکلے جبکہ میرے پاس گواہ موجود ہے جس نے آپ کو مغرب کے بعد عقبی لان میں دیکھا تھا۔"

اکرام کے چہرے پر تذبذب کے تاثرات ابھرے۔ پھر اس نے ایک گہری سانس بھر کر کہا۔ "جی ہاں، میں وہاں گیا تھا در اصل میں کام کرتے کرتے اکتا گیا تھا، میں نے سوچا کہ کچھ وقت کھلی ہوا میں گزار کر تازہ دم ہو جاؤں۔"

انعام یافتہ: معلوماتی انعامی مقابلہ ھما اُردو ڈائجسٹ، ماہ مئی ۲۰۰۳ء۔

اسد اللہ اعظمی
اکھاروڈ۔ اٹکی۔ رانچی
(جھارکھنڈ)

''دیکھو مسٹر اکرام، یہ تقریباً وہی وقت تھا جب لئیق احمد کو قتل کیا گیا۔ یہ کام تم بڑی آسانی سے کر سکتے تھے۔'' عدیل نے بے لچک لہجے میں کہا۔

''لیکن مجھے اسے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟'' اکرام نے پوچھا۔ ''اس نے میرا کیا بگاڑا تھا؟''

''مجھے پتا چلا ہے کہ آپ خود بھی راحیلہ سے شادی کے خواہشمند تھے لیکن اس نے لئیق احمد کا انتخاب کیا۔'' عدیل نے ہوا میں تیر چلایا۔

قدرے تذبذب کے بعد اکرام نے کہا۔ ''یہ سچ ہے کہ میں راحیلہ کو بچپن سے پسند کرتا ہوں لیکن یہ معاملہ ابھی تک یکطرفہ رہا ہے۔ میں جانتا تھا راحیلہ اپنے بھائی کے معمولی ملازم سے کبھی شادی نہیں کرے گی۔ اس کی پسند بہت بلند ہوتی ہے۔ لئیق احمد نہ سہی کوئی اور رئیس زادہ سہی، اس کے لئے اونچے رشتوں کی کوئی کمی تو نہیں، اسی لئے میں نے کبھی اس سے امید نہیں باندھی۔''

''آپ کا مطلب ہے لئیق احمد کے راستے سے ہٹنے کا آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا؟'' عدیل نے پوچھا۔

''ہاں، یہی حقیقت ہے۔'' اکرام نے سرد آہ بھر کر کہا۔ ''راحیلہ کبھی مجھے شوہر کی حیثیت سے قبول نہیں کرے گی۔''

''کہیں ایسا تو نہیں کہ تم نے راحیلہ کی خوشنودی کے لئے اس کی جان چھڑانے کے لئے اس کی خواہش پر لئیق احمد کو ٹھکانے لگا دیا ہو؟''

''اگر راحیلہ مجھ پر اتنا اعتماد کرتی تو شاید میں یہ قدم اٹھانے سے بھی گریز نہ کرتا۔'' اکرام نے پُرعزم لہجے میں کہا۔ پھر اس کے چہرے پر مایوسی کا دوبارہ غلبہ ہو گیا۔ ''لیکن افسوس، ایسا کچھ نہیں ہوا۔''

عدیل اکرام کے بیان سے پوری طرح مطمئن نہیں تھا تاہم اس نے دوبارہ ملاقات کا عندیہ ظاہر کر کے اجازت طلب کر لی۔ اب وہ راحیلہ کو ذرا تفصیل سے کھنگالنا چاہتا تھا۔ اس کا مقتول سے سب سے قریبی رشتہ تھا۔ ہو سکتا ہے اس نے مقتول سے اپنی فون پر گفتگو کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہو کہ اس نے ملاقات سے معذرت کر لی تھی۔ ممکن ہے اس نے مقتول کو ٹھکانے لگانے کے ارادے سے بلایا ہو۔ اس نے جس انداز میں مہمانوں کو گھر کی سیر کرانے کی ذمہ داری اپنے سر سے ٹال کر عدیل کے ذمہ ڈالی تھی وہ بھی خاصا قابل غور تھا۔ ہو سکتا ہے وہ چاہتی ہو کہ لاش دریافت کرنے کا مرحلہ ایک پولیس آفیسر کے ہاتھوں طے ہو۔ مزید یہ کہ وہ اتنے بڑے سانحے کے باوجود کچھ زیادہ رنجیدہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ ناعمہ کا یہ نظریہ بھی درست ہو سکتا تھا کہ اس نے بلیک میلنگ سے جان چھڑانے کے لئے لئیق احمد کا کام تمام کیا ہو۔

''میں بیان دے چکی ہوں، اب میں اس واقعے کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔'' راحیلہ نے روکھے لہجے میں کہا۔

''دیکھو راحیلہ، میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔'' عدیل نے نرم لہجے میں کہا۔

''لیکن مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔''

''اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو ہر ممکن مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔'' عدیل نے کہا۔

کوئی جواب دینے کے بجائے راحیلہ نے اپنا سر تھام لیا۔ ''اف میرے خدا، شاید میری کھوپڑی سچ مچ گھوم گئی تھی۔ ممی نے مجھے اتنا سمجھایا لیکن میں نے ان کی ایک نہ مانی۔''



''میری بات غور سے سنو راحیلہ، وہ شخص تمہیں بلیک میل کر کے شادی پر مجبور تو نہیں کر رہا تھا؟'' عدیل نے پوچھا۔ راحیلہ کے چہرے پر حیرانی کے تاثرات ابھرے۔ ''بلیک میل؟ کیا مطلب ہے آپ کا؟''

''چلو چھوڑو اگر وہ ایسا نہیں کر رہا تھا تو یہ بات تمہارے حق میں جاتی ہے۔ ویسے تمہاری اس سے کہاں ملاقات ہوئی تھی؟''

''جیم خانہ میں۔'' راحیلہ نے بتایا۔

''کیا تم اکثر وہاں جاتی ہو؟''

راحیلہ نے نفی میں جواب دیا۔ ''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں نے کسی معقول شخص کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟''

''شاید اس لئے کہ معقولیت اور دولت شاذ و نادر یکجا ہوتی ہے۔'' عدیل نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

راحیلہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ ''کیا مطلب ہے آپ کا؟''

''مطلب یہ ہے کہ اگر آپ آنکھیں کھول کر دیکھیں تو آپ کو اپنے قریب ہی کوئی نہ کوئی معقول شخص نظر آ جائے گا۔'' عدیل نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

''کہیں آپ خود کو تو امیدوار کے طور پر پیش نہیں کر رہے؟''

''جی نہیں، میں خود کو معقول تو کیا قابل قبول بھی تصور نہیں کرتا، ویسے بھی میری بکنگ ہو چکی ہے، آپ ذرا ذہن پر زور ڈالیں۔ ویسے وہ بات ادھوری رہ گئی، تم نے اس کا انتخاب کیوں کیا؟''

''شاید اس کی دولت اور پراسرار شخصیت کی وجہ سے۔ روپیہ پانی کی طرح بہاتا تھا اور انتہائی رومانوی گفتگو کرتا تھا۔ ہمارا ابتدائی وقت بہت اچھا گزرا۔ وہ ہماری فیملی سے کافی مرعوب تھا۔''

''کیا تم نے اپنی فیملی کے خراب مالی حالات کے بارے میں بتایا تھا؟''

''ہاں..... نہیں، واضح الفاظ میں تو نہیں، البتہ میں نے بتا دیا تھا کہ خاندانی بھرم قائم رکھنے کے لئے ہم سب کو سخت جدوجہد کرنا پڑ رہی ہے۔ اس نے اس جدوجہد میں شامل ہونے کے لئے خود بھی چاندی والا ہاؤس منتقل ہونے کا ارادہ ظاہر کیا تھا لیکن بعد میں......''

''تم لوگوں کی منگنی اب بھی برقرار تھی ناں؟''

''جی ہاں، دراصل میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ معاملہ کس انداز میں ختم کیا جائے۔'' راحیلہ نے کہا۔

عدیل نے استفہامیہ انداز میں سر کو جنبش دی۔ ''تم نے اس سے پوچھا تھا کہ اس کے پاس یہ دولت کہاں سے آئی؟''

''نہیں، کبھی اس کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ وہ اسٹاک بروکر تھا۔ میرا خیال ہے اسے ورثے میں کچھ دولت ملی ہوگی۔ اس نے اسٹاک ایکسچینج میں شیئرز کی خرید و فروخت کے ذریعے اس دولت میں اضافہ کرلیا ہوگا۔''

''گویا اس کے والدین فوت ہوچکے تھے؟'' عدیل نے پوچھا۔

''جی ہاں، اس کا کوئی قریبی رشتے دار بھی نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری فیملی کا حصہ بننے پر تیار ہوگیا۔ اف میرے خدا مجھے اب بھی یقین نہیں آتا کہ میری فیملی میں سے کسی نے اسے قتل کیا ہوگا، سارا قصور میرا ہے۔''

''بے وقوف نہ بنو، لئیق خواہ کتنا ہی نامعقول رہا ہو، مگر یہ رویہ اسے قتل کرنے کا جواز نہیں بن سکتا۔ تمہارے اندازے کے مطابق لئیق کے اس طرح اچانک تمہارے گھر آنے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟''

''میرا خیال ہے وہ مجھے حیران کرنا چاہتا ہوگا۔ وہ ایسی ہی غیر متوقع حرکات کیا کرتا تھا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ میں اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔'' راحیلہ نے قدرے ناگواری سے کہا۔

''ہوسکتا ہے اس نے یہ بات محسوس کرلی ہو اور وہ تمہیں منانے کے لئے کسی رومانٹک جگہ پر ڈنر کرانے کے لئے لے جانا چاہتا ہو۔ وہ یقیناً اس وقت آیا ہوگا جب سب لوگ ہال کمرے میں مشروبات سے لطف اندوز ہورہے تھے۔''

''مجھے لائبریری سے اس کا ہینڈ بیگ ملا ہے۔''

''اوہ، اس بات کا پولیس کے ریکارڈ میں کوئی تذکرہ نہیں ہے، میں وہ بیگ دیکھنا چاہوں گا۔''

راحیلہ نے وہ بیگ عدیل کے حوالے کردیا۔

عدیل نے الگ تھلگ گوشے میں پہنچ کر بیگ کا جائزہ لیا تو اس میں لئیق احمد کے وزیٹنگ کارڈز، ڈرائیونگ لائسنس اور بینک لاکر کی چابیاں ملیں۔

عدیل وہاں سے سیدھا تھانے پہنچا اور انسپکٹر سرفراز سے فلیٹ کی تلاشی کی اجازت حاصل کرکے اگلی صبح برکت اللہ سمیت اس بلڈنگ میں جا پہنچا جہاں لئیق احمد کا فلیٹ واقع تھا۔

اس انتہائی مہنگے فلیٹ کی آرائش پر بھی دل کھول کر پیسہ خرچ کیا گیا تھا۔ وہاں سے ان لوگوں کو محض دو کام کی چیزیں مل سکیں۔ ایک بینک چیک بک اور دوسری ارسلان خان کے نام کے متعدد وزیٹنگ کارڈز۔ عدیل اور برکت اللہ وہاں سے سیدھے بینک پہنچے۔ بینک منیجر کے تعاون پر آمادہ کرنے کے لئے انہیں کافی تگ و دو کرنا پڑی۔ انہیں پتا چلا کہ لئیق احمد نے صرف دو ماہ پہلے اکاؤنٹ کھلوایا اور اس دوران کئی مرتبہ کافی بڑی رقمیں وہاں جمع کرائی گئیں تاہم تنخواہ یا ماہانہ آمدنی کے انداز میں یہ سلسلہ نہیں رہا۔

عدیل اور برکت اللہ بینک سے فارغ ہوکر ارسلان خان کے پتے پر پہنچے۔ اس پتے پر مقیم شخص نے بتایا کہ ارسلان خان اڑھائی ماہ پہلے اپنا فلیٹ بیچ کر کسی اور جگہ منتقل ہوچکا ہے۔ عدیل کے پوچھنے پر اس نے ارسلان خان کا جو حلیہ بتایا وہ لئیق احمد کے حلیے سے مختلف نہیں تھا۔

''اس کا مطلب ہے لئیق احمد کا اصل نام غالباً ارسلان خان ہے۔ اس نے راحیلہ کو پھانسنے کے لئے یہ فرضی نام اپنایا تھا۔ وہ یقینی طور پر کوئی فراڈ آدمی تھا۔'' عدیل نے کہا۔

برکت اللہ نے اس کی تائید کی۔ ''سر جی، اگر اس کی یہ شناخت جعلی ہے تو پھر باقی سب بھی جعلی ہوگا۔ ذرا اس بروکر فرم کا نمبر ملائیں جس کا لئیق نے خود کو ڈائریکٹر مشہور کر رکھا تھا۔''

اس فرم کا نمبر ملنے پر پتا چلا کہ وہاں اس نام کا کوئی ڈائریکٹر نہیں رہا۔

''سوال یہ ہے سر جی کہ راحیلہ نے جھوٹ بولا یا پھر اس سے بھی غلط بیانی کی گئی تھی؟'' برکت اللہ نے کہا۔

''میرا اندازہ ہے کہ راحیلہ کو بھی بے وقوف بنایا گیا تھا۔ یہ دیکھو، لئیق احمد کا ڈرائیونگ لائسنس بھی محض چھ ہفتے پہلے جاری ہوا ہے جو واضح طور پر مشکوک بات ہے۔ اب ہمیں اس کے بینک لاکر کی تلاشی کی کوشش کرنا ہوگی۔''

''یہ تو واقعی مشکل کام ہے سر جی لیکن مجھے یقین ہے ایس ایچ او صاحب کسی نہ کسی طرح یہ مسئلہ حل کردیں گے۔''

انسپکٹر سرفراز احمد نے ارسلان خان کا نام سنا تو وہ تھوڑا سا چونکا۔ پھر اس نے ٹیلی فون نمبر والی ڈائریکٹری دیکھ کر ایک نمبر ملایا۔ ''جی سہراب صاحب، میں سرفراز احمد بات کررہا ہوں، کیسے مزاج ہیں آپ کے...... سہراب صاحب آپ نے کچھ دن پہلے ارسلان خان کا ذکر کیا تھا...... جی ہاں، وہی، کیا مجھے اس کی تصویر مل سکتی ہے......؟ ٹھیک ہے، مختصر ریکارڈ بھی مل جائے تو...... ہاں، میں اپنے ماتحت کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ جی ہاں، آپ کی اجازت سے کارروائی آگے بڑھے گی۔''

☆......☆......☆

برکت اللہ نے لفافہ سرفراز کے حوالے کیا۔ اس کے اندر سے برآمد ہونے والی تصویر پر ایک نظر ڈال کر سرفراز نے وہ عدیل کی ہاتھ میں تھمادی۔ وہ بلاشبہ لئیق احمد تھا۔ ''یہ ارسلان خان ہے، منشیات کا مقامی سپلائر۔ انسداد منشیات کا محکمہ گزشتہ کئی ماہ سے اس کی تاک میں تھا۔''

''یہ تو کہانی ہی کچھ اور ہوگئی سر، اس کے قتل میں اس کے اپنے گروہ کے ارکان سے لے کر حریف گروہوں تک کوئی بھی ملوث ہوسکتا ہے۔'' عدیل نے کہا۔

''ہاں لیکن چاندی والا فیملی کو محض اس بنیاد پر شک سے بالاتر نہ سمجھ لینا۔'' سرفراز احمد نے کہا۔

عدیل نے اسے یقین دلایا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ ''ٹھیک ہے۔ ان شاء اللہ کل صبح تک میں وہ بینک لاکر کھولنے کا اجازت نامہ حاصل کرلوں گا۔''



عدیل اور برکت اللہ ایس ایچ او کے کمرے سے نکلے تو عدیل نے کہا۔ ''یار میں تو لئیق احمد کے فلیٹ کی دوبارہ تلاشی لینا چاہوں گا۔ ہوسکتا ہے، اس نے وہاں کوئی خفیہ خانہ بنا کر منشیات وغیرہ چھپا رکھی ہوں، وہاں سے کوئی اور کام کی چیز بھی مل سکتی ہے۔''

برکت اللہ نے اس کی تائید کی۔ وہ دونوں لئیق احمد کے فلیٹ پر پہنچے تو وہاں سب کچھ الٹ پلٹ پایا۔ صاف لگ رہا تھا کہ کسی نے نہایت باریک بینی سے وہاں کی تلاشی لی ہے۔ ''لو بھئی، کوئی ہم سے پہلے ہی کام کرگیا۔'' عدیل نے کہا۔

''ہاں، لیکن اسے یہاں سے کوئی کام کی چیز نہیں ملی، ارسلان خان عرف لئیق کافی چالاک آدمی تھا۔ اس نے ایسی ویسی چیز گھر میں رکھنے کی حماقت نہیں کی۔''

فلیٹ کا جائزہ لینے کے بعد عدیل کو برکت اللہ کی تائید کرنا پڑی۔ وہ دونوں فلیٹ سے باہر نکلے تو آس پاس کے تمام فلیٹوں کے مکینوں کو وہاں موجود پایا۔

''اوہ، آپ ہیں سب انسپکٹر صاحب، ہم سمجھے ایک بار پھر لئیق کے فلیٹ میں چور گھس آئے۔''

''ابھی تین چار گھنٹے پہلے، ایک ہی تھا لیکن بہت پھرتیلا اور خطرناک، ایک کے تو قابو نہ آتا لیکن ہم سب نے اسے کسی نہ کسی طرح قابو کرکے تھانے پہنچا ہی دیا۔''



"اوہ، اس کا مطلب ہے اس فلیٹ میں گھسنے والا شخص اب تھانے میں ہے، برکت اللہ چلو، جلدی۔" عدیل نے کہا۔

محض اتفاق کی بات ہے کہ حوالات میں اس وقت صرف ایک ہی شخص بند تھا۔ "ابھی کچھ دیر پہلے ایک وکیل صاحب کا فون آیا تھا۔" مشتاق علی نے کہا۔ "وہ اسے ضمانت رہا کرانے کے لئے آنے والے ہیں۔"

"خبردار، فی الحال کوئی اس طرح کی کارروائی نہیں ہونا چاہئے۔" عدیل نے کہا۔ سرفراز احمد نے یہ بات سنی تو چونک اٹھے۔ "اوہ، یہ اسی منشیات فروش گروہ کا کارکن ہے، میں سہراب صاحب سے بات کرتا ہوں۔"

ٹھیک پچاس منٹ بعد سہراب صاحب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تھانے پہنچ گئے۔ ان پر نظر پڑتے ہی حوالات میں بند شخص کے چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی۔ "شرم کی بات ہے ہاشم خان، اتنا نامی گرامی بدمعاش اور قاتل عام لوگوں کے ہاتھوں پکڑا گیا اور اب چوری کے الزام میں حوالات میں بند ہے، چلو میں تمہیں شایان شان جگہ لے چلتا ہوں۔"

"سہراب صاحب انسداد منشیات کے محکمے میں اعلیٰ آفیسر ہیں، میرے پرانے واقف بھی ہیں۔ اب خود ہی ساری بات پوری طرح کھل کر سامنے آجائے گی۔ یہ شخص ہاشم خان خود اپنے ساتھیوں کی نشاندہی کردے گا۔" سرفراز نے سہراب صاحب کے رخصت ہونے کے بعد بتایا۔

"اس کا مطلب ہے یہ کیس اب ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔" ناعمہ نے کہا۔

"نہیں، ارسلان خان کے قتل کا کیس تو اب بھی ہمارے پاس ہے۔" سرفراز احمد نے تسلی دی لیکن ان کا خیال غلط ثابت ہوا۔

اگلے ہی روز معاملہ پوری طرح ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ "ہاشم خان نے ارسلان خان کے قتل کا اعتراف کرلیا ہے۔ ارسلان خان قانون نافذ کرنے والے اداروں کی نظر میں آنے کے بعد اس فیلڈ سے جان چھڑانا چاہتا تھا۔ اسی نیت سے اس نے نئی شناخت اختیار کی اور چاندی والا خاندان کے بڑے نام کی آڑ میں خود کو چھپانا چاہا۔ اس کے گروہ کے سرکردہ افراد کو اس کی طرف سے غداری کا شبہ تھا لہٰذا اس کو ٹھکانے لگانے کا حکم جاری کردیا گیا لیکن انہیں منشیات کی وہ بھاری مقدار بھی حاصل کرنا تھی جو ارسلان کے قبضہ میں تھی۔ اس مقصد کے لئے ہاشم کو ارسلان کے فلیٹ کی تلاشی لینے بھیجا گیا جہاں وہ پکڑا گیا۔ ہاشم چوری چھپے ارسلان کے پیچھے پیچھے چاندی والا ہاؤس میں داخل ہوا اور پھر اپنا کام مکمل کرنے کے بعد چپ چاپ واپس نکل آیا۔ اگر اس دوران کسی کی اس پر نظر پڑی بھی ہوگی تو اسے تقریب میں شریک مہمان تصور کیا گیا ہوگا کیونکہ وہ انتہائی عمدہ سوٹ پہن کر شاندار گاڑی میں بنگلے سے داخل ہوا تھا البتہ وہ بنگلے کی اصل عمارت کے اندر داخل نہیں ہوا تاکہ میزبان کی نظر اس پر نہ پڑ سکے۔"

"کیس تو ہاتھ سے نکل گیا لیکن میرے لئے یہی اطمینان بہت ہے کہ میرے بچپن کے دوست کی فیملی کا کوئی فرد اس قتل کا مرتکب نہیں نکلا۔"

"ہاں یہ تو ہے، اب کب جا رہے ہو چاندی والا ہاؤس؟" ناعمہ نے شریر لہجے میں کہا۔ "بھئی وہاں تمہاری چاندی والی انتظار کر رہی ہے ناں!"

عدیل نے اسے گھور کر دیکھا لیکن ناعمہ پر اس کا کوئی اثر نظر نہیں آ رہا تھا۔